ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 2, (March to April 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-II)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

محمد قاسم

سکالر پی ایچ ڈی مائی یونیورسٹی، جاپان روڈ، اسلام آباد۔

ڈاکٹر نذر خلیق

پروفیسر شعبہ اردو، مائی یونیورسٹی جاپان روڈ، اسلام آباد۔

محمد حمید شاہد کے افسانوں میں تجریدیت

Muhammad Qasim*
Ph.D Scholar, MY University, Japan Road, Islamabad.
Dr. Nazar Khaleeq
Professor Department of Urdu, MY University, Japan Road, Islamabad.

***Corresponding Author:**

Abstraction in Hameed Shahid's Short Stories

Hameed Shahid is famous Urdu short story writer. He belongs to modern era. He portrait the socio-political situation of his era thorough abstraction. His socio-political observation is very vast and deep which provide him awareness about the cultural, social, political and economic situation of the society .He experienced different styles to express his feeling and observations in his short stories. Abstraction is one of them. Through this article an effort has been made to acknowledge the abstract style of his short stories.

Key Words: *Abstraction/Abstractism, Hameed Shahid, Urdu Short Story, Modern Era/Modernism, Symbolic Narrative, Figurative Art, Stream of Consciouos, Admi(Short Story Collection) Imagery, Socio-Political awareness, Form and Style.*

تجریدیت کے لیے انگریزی لفظ Abstract لاطینی لفظ Abstactus سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی خارج کرنا یا الگ کرنا کے ہیں۔ اردو میں اس کے لیے مجرد کی اصطلاح برتی جاتی ہے۔ مادہ سے خارج ہر شے کو مجرد کہا جاتا ہے۔ مجرد (concrete) اس کا متضاد ہے جو انفرادی شناخت کے ساتھ موجود

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 2, (March to April 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-II)urdu-1
ماخذ تحقیقی مجلہ

ہوتا ہے اور ایک متعین، تفصیلی اور کامل اظہار سے متعلق ہوتا ہے۔ دوسری جانب مجرد مادی وجود سے عاری، مابعد الطبیعاتی تصورات، جذبوں یا صورت حال سے متعلق ہوتا ہے۔ عتیق اللہ کے مطابق:

"ہر وہ فقرہ، جملہ یا تحریر مجرد کہلاتی ہے جو اشیا یا اشخاص کے مجموعے یا درجہ بندی سے سروکار رکھتی ہے۔"(۱)

J.A.Cudden نے تجرید کی توضیح ان الفاظ میں کی ہے:

"کسی تحریر شدہ فن پارے کا خلاصہ، بالخصوص کسی طویل نظم، نثری بیانیے، کانفرنس کی کارروائی، مضمون یا تحقیقی مقالے کا خلاصہ جو مجبر نہ ہو بلکہ تصوراتی یا عمومی نوعیت کا ہو۔"(۲)

تجریدیت دراصل انگریزی اصطلاح Abstracness یا Abstractism کے لیے رائج اردو ترجمہ ہے۔ اردو میں مجرد شے ایسی خصوصیات کی حامل ہوتی ہے جنھیں ہم اپنے حواس خمسہ کے ذریعے سے مشاہدے میں نہیں لا سکتے۔ یہ ایسے کائناتی مظاہر پر مشتمل ہو سکتی ہے جو ہماری حس بصارت، حس لامسہ، حس شامہ، حس ذائقہ اور حس سامعہ کی گرفت سے باہر ہوں، تاہم ان کی موجودگی کو محسوس کیا جا سکتا ہو۔ بصری فنون سے آغاز پانے والی یہ تکنیک بعد ازاں ادب میں بھی جلوہ گر ہوئی۔ تجریدیت دراصل مصوری کے اس رجحان سے منسوب ہے جس نے دوسری عالمی جنگ کے بعد فرانس میں جنم لیا۔ جنگ میں وسیع پیمانے پر ہونے والی خون ریزی، تباہی اور شکست و ریخت نے اس عہد کے حساس ذہنوں میں یہ احساس بیدار کیا کہ انسانی ذات اور جان کی قیمت نہیں رہی۔ اس احساس کے پیش نظر انسانی زندگی سے منسلک متنوع مظاہر جن میں مذہب، تہذیب، تاریخ، علوم، ادب، کلچر اور آرٹ شامل ہیں، اپنے معنی کھو بیٹھے اور ان کی وقعت پر سوال اٹھائے جانے لگے۔ فکری کرب اور انتشار کی حامل اس بدلی ہوئی صورت حال میں مصوروں اور فن کاروں کو اپنی کیفیات اور تخلیقی قوت کے اظہار کے لیے اس عہد کے رائج قرینے ناکافی اور غیر موزوں نظر آنے لگے۔ انسان کے بدلے ہوئے طرز احساس اور اس سے وابستہ نئے مسائل کے اظہار کے لیے نئے قرینے اختیار کرنے کی ضرورت محسوس کی جانے لگی۔ تیزی سے فروغ پاتے علمی نظریات اور سائنسی ایجادات نے بھی اس احساس کو تقویت دی۔ بیسوی صدی کے ربع اول میں جب کیمرہ ایجاد ہوا تو اس عہد کے مصوروں میں ایک سطح کا عدم تحفظ کا احساس انگڑائی لینے لگا۔ فن کاروں نے اس احساس سے نجات حاصل کرنے کے

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 2, (March to April 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-II)urdu-1

لیے اپنی تخلیقات میں تجربات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا جس کے نتیجے میں آرٹ میں مختلف دبستانوں نے جنم لیا۔ تجریدیت (Abstractism) بھی انہی دبستانوں میں سے ایک ہے۔ اس خاص تحریک پر بیسویں صدی کے اوائل میں منظر عام پر آنے والی تحریک کیوبزم کے گہرے اثرات نظر آتے ہیں۔ جبکہ ادب میں تجریدیت کی حامل تحریروں نے ڈاڈاازم کی راہ ہموار کی جس کی کوکھ سے آگے چل کر سرئیلزم نے جنم لیا۔ مجموعی سطح پر تجریدیت کے رجحان نے مغربی آرٹ اور ادب کو بڑے پیمانے پر متاثر کیا اور ادب اور فن میں سامنے آنے والی بہت سی تحریکوں کی داغ بیل ڈالی۔

تجریدیت کے ارتقا اور پس منظر کے حوالے سے شہزاد منظر نے یوں رائے پیش کی ہے:

"تجریدیت بنیادی طور پر ادب کی نہیں مصوری کی تحریک ہے۔۔۔ تجریدی مصوری کی ابتدا بیسویں صدی میں اس وقت شروع ہوئی جب مصوری، مجسمہ سازی اور آرٹ کے دوسرے متعلقہ شعبوں میں غیر تجسیمی (Non-Figurative Art) فن پیش کرنے کا رجحان عام ہوا۔ماڈرن آرٹ کے اس رجحان کے تحت Subject کی اہمیت کم ہوگئی اور ہیئت ،رنگ، خطوط اور سطح Surface کو خالص تجریدی انداز میں پیش کرنے پر زور دیا گیا اور حقیقت کی قابل شناخت ہیئت کو چھپانے یا عمداً اس سے احتراز کرنے کی کوشش کی گئی۔ تجریدی آرٹ نے موضوع کو کلی طور پر مسترد کر دیا اور صرف جمالیاتی عناصر پر تکیہ کیا .... تجرید سے مراد غیر روایتی اور مروجہ سٹائل سے مختلف ہونا بھی ہے....اس صدی کی دوسری دہائی میں Sandro Cherchi اور Mino Trafeli نامی دو مصوروں نے اپنی مجسمہ سازی میں تجریدی اسلوب اختیار کیا۔اس کے بعد دوسرے مصوروں نے اس کی تقلید کی اور اس طرح انہوں نے تجریدیت کے لیے تجسیمی مصوری Figurative Painting Art کو ترک کر دیا۔مصوری میں تجریدیت کی ابتدا اس لیے ہوئی کہ مصور روایتی انداز کی تجسیمی مصوری سے اکتا چکے تھے، چنانچہ انہوں نے اظہار کے نئے وسیلے کی تلاش میں فیگر کو مسخ کرنا شروع کر دیا۔اس طرح مصوری میں تجریدیت کی ابتدا ہوئی۔"[۳]

تجریدیت کی تحریک کا شمار اپنے عہد کے یورپ کی اہم تحریکوں میں ہوتا ہے۔ شاعری، افسانے اور ناول کی اصناف میں تجریدیت کی تکنیک اختیار کرتے ہوئے بہت سے تجربے ہوئے۔ اس کے نتیجے میں

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 2, (March to April 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-II)urdu-1

کہانی کے روایتی عناصر اور اصولوں سے شعوری انحراف کرتے ہوئے وحدت تاثر اور باقاعدہ نوعیت کے پلاٹ سے مبرا کہانیوں کا رجحان سامنے آیا۔ ان کہانیوں میں تو کرداروں کی موجودگی کو بھی اضافی تصور کیا گیا۔اور موضوع بھی اس کا لازمی جزو ہونے کی بجائے اضافی شے سمجھا جانے لگا۔

مغربی فکشن کے تناظر میں دیکھا جائے تو تجریدیت کی تکنیک کے کامیاب تجربے کرنے والوں میں ٹامس مان، جارج آرویل، جیمس جوائس ،یوجین اونیل ،البرٹ اور کامیو اور فرانز کافکا کے نام خصوصی اہمیت کے حامل ہیں ۔ فرانز کافکا کا فکشن تجریدیت کی تکنیک کو عمدگی اور فنی پختگی کے ساتھ استعمال کرنے کی عمدہ ترین مثالوں میں سے ایک ہے ۔اس کے فکشن میں ہمیں بے نام ،بے چہرہ اور شناخت سے عاری کردار فضا کو پراسرار بنانے اور تجریدی رنگ کو اجاگر کرنے میں اہمیت کے حامل ہیں۔ جیمز جوائس نے بھی اس تکنیک کا فن کارانہ استعمال کیا ہے۔ شعور کی رو اور آزاد تلازمہ خیال جیسی بیانیہ تکنیکیں تجریدی فضا کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ غلام الثقلین نقوی نے تجریدیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "تجرید، تجسیم کی الٹ ہے۔ تجرید جسم کو سایوں اور پرچھائیوں میں لے جانے کا دوسرا نام ہے۔ تجرید ایک ہیولیٰ ہے جس کو آپ بعض اوقات مبہم اور غیر واضح سایوں میں دیکھ سکتے ہیں ۔ ممکن ہے کہ میں اپنے سائے کی فوٹو خود آپ نہ پہچان سکوں اور اگر سائے کی Painting میں میرے سر کو غبارہ بنا دیا جائے اور میری ٹانگوں کو دو ستونوں کی شکل میں پیش کیا جائے تو میں اپنے جسم کو اس ہیولائی تجرید میں قطعاً تلاش نہ کر سکوں۔"[۴]

تجریدیت کی تکنیک رائج فنی تقاضوں اور اصولوں سے شعوری طور پر انحراف کرتے ہوئے نئے جہان تخلیق کرتی ہے ۔ یہاں مانوس صورت حال کو اجنبیا کر پیش کرنے کا جتن کیا جاتا ہے جو عام زندگی کے مشاہدے یا تجربے کو ایک منفرد اور نامانوس اظہاریے میں ڈھال دیتا ہے ۔ تجریدیت کا حامل متن قاری سے برتر واقفیت اور الفاظ کے باطن میں پوشیدہ معنیاتی نظام تک رسائی کے لیے بہتر ادبی لیاقت کا تقاضا کرتا ہے ۔ روایتی بیانیے سے مانوس قاری کے لیے تجریدی فن پارے میں ابلاغ کے مسائل جنم لیتے ہیں ۔ مرزا حامد بیگ کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے کہ تجریدیت آج کے منتشر ذہن کی خوبصورت عکاس ہے ۔ جب موضوع کی ہمہ جہتی سامنے آئے تو تجرید ضرورت بن جاتی ہے۔ یہ تجرید سے ہی ممکن ہے کہ غیر یقینی صورت

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 2, (March to April 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-II)urdu-1
ماخذ تحقیقی مجلہ

حال یقین میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ ادب میں تجریدیت کی موجودگی اس بات کی بھی عکاسی کرتی ہے کہ تمام فنون کا آپسی رابطہ اعلیٰ فن پارے کے لیے ضرورت کا درجہ رکھتا ہے۔[۵]۔

اردو ادب میں تجریدیت کا رجحان مغربی مصوری کے اثرات کی وجہ سے نہیں بلکہ مغربی ادب ،بالخصوص فکشن کے مطالعہ کی سبیل سے فروغ پا سکا۔ اردو فکشن میں تجریدیت کے آغاز کا سبب ایک طرح سے اس عہد میں آزادی اظہار اور بیان پر عائد سخت قدغنیں بھی بنتی ہیں۔ تاہم یہ جواز بڑی حد تک قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد کا فکشن نگار فکشن کے لگے بندھے اور روایتی ڈھانچے سے بیزار ہو چکا تھا۔ وہ اسلوب اور تکنیک کے حوالے سے نئے تجربات کا عزم رکھتا تھا۔ یہ عہد سائنسی ایجادات، بدلتے علمی و فکری نظریات اور سیاسی، معاشی اور معاشرتی تغیرات کے تحرک کا عہد تھا۔ ان تغیرات کے اثرات ادب پر بھی رونما ہوئے۔ تجریدیت کے رجحان کے سامنے آنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس عہد کا تخلیق کار ہر لمحہ تغیر آشنا زمانے کے لطیف ترین ابعاد کو اپنی گرفت میں لینا چاہتا تھا۔ روایتی فکشن کے اصولوں کی تقلید میں یہ نفسیاتی الجھن بھی تھی کہ اس میں اس کی انفرادیت قائم نہیں ہو سکے گی۔

ادب اور بالخصوص فکشن میں تجریدیت کی تحریک اور تکنیک نے اپنے دستخط ثبت کیے ہیں۔ یہ تجریدیت کا ہی اعجاز ہے کہ ذہن انسانی کے ان گوشوں کو بھی تحرک نصیب ہوا جو اس سے قبل کسی کی توجہ کا مرکز نہیں بنے تھے۔ اس سے ایک جانب ادب زیادہ موثر اور جمال کا پیکر بنا تو دوسری جانب فرد کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت وسعتوں سے آشنا ہوئی۔ تجریدیت معنی کے جامد اور متعین تصور سے آگے نکل کر معنی کے امکانات کی ایک وسیع کائنات کا در وا کرتی ہے اور قاری کو کسی بھی شے یا تصور کے انتہائی معنی کشید کرنے کی آزادی فراہم کی ہے۔ تاہم تجریدیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جہاں تجریدیت کے استعمال میں تخلیق کار نے ٹھوکر کھائی ہے تو اس نے ادب پارے کو فن پارے کے مقام سے گرا کر ایک چیستان بنا کر رکھ دیا ہے۔ ویسے بھی تجریدی بیانیے کا اسلوب عام روایتی قاری کے لیے ابلاغ کے مسائل پیدا کرتا ہے۔ اس نوع کے ادب سے حظ اٹھانے اور معنی کی ترسیل کے لیے قاری کا برتر احساس کا حامل ہونا لازم ہے۔

اردو افسانے میں جن افسانہ نگاروں نے تجریدی بیانیے کو اپناتے ہوئے افسانے تحریر کیے ہیں ان میں محمد حمید شاہد کا نام سرفہرست ہے۔ محمد حمید شاہد نے افسانہ نگاری میں علامتی بیانیہ کے ساتھ ساتھ تجریدی بیانیے سے بھی خوب کام لیا ہے۔ ان کے افسانوں میں تجریدی تجربہ ، تجریدیت کے بنیادی مباحث سے ہم

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 2, (March to April 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-II)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

آہنگ نظر آتا ہے۔ محمد حمید شاہد نے نہ صرف مقداری حوالے سے اردو افسانے کے سرمائے کو وسعت عطا کی ہے بلکہ معیار کے حوالے سے بھی ان کی افسانہ نگاری جدید عہد کے تقاضوں کو بھرپور انداز میں پورا کرتی ہے۔ جہاں تک تجریدی بیانیے کا تعلق ہے تو ان کے ابتدائی افسانوی مجموعوں میں کئی جگہ تجریدی اندازِ بیان اختیار کیا گیا ہے، اسی طرح ان کا افسانوی مجموعہ " آدمی" جن افسانوں پر مشتمل ہے ان میں بہت سے افسانے ایسے ہیں جو تجریدی انداز میں بہت سے جذبات اور احساسات کو بیان کرتے ہیں۔

"کِکلی کلیر دی"محمد شاہد کا ایک معروف افسانہ ہے جس میں انہوں نے بدلتے ہوئے سیاسی وسماجی تناظر میں سماج کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔اس افسانے میں انہوں ایک لکھاری کی آنکھ سے لکھنے والے کو دیکھا ہے۔عام طور پر لکھنے والے کو قاری کی آنکھ سے دیکھا جاتاہے لیکن جب ایک لکھاری کی آنکھ سے دیکھا لکھنے والے کو دیکھا جاتاہے تو صورت حال خاصی مختلف ہوتی ہے۔ قلم کی بے توقیری ایک لکھاری کے ہاتھوں یوں ہوتی چلی جارہی ہے کہ لکھاری نے نت نئے اسلوب کو اختیار کرنے کی روش میں لکھاری نے موضوع کو پس پشت یوں ڈال دیا ہے کہ اس کے لکھنے کا مقصد ہی غائب ہوگیاہے۔افسانہ کِکلی کلیر دی میں محمد حمید شاہد نے کِکلی کلیر دی کے کھیل کے تناظر میں قلم کی اس بے توقیری کو واضح کیا ہے۔

> "اب یہ تھیوری چل نکلی ہے کہ لکھنے والا جب لکھتاہے تو موضوع غائب اور مفہوم ملتوی ہوجاتاہے۔" (۶)

اس افسانے میں انہوں نے بہت سے خیالات و جذبات کو تجریدی رنگ میں بیان کیا ہے۔ایک جگہ حیرت کا اظہار یوں تجریدی انداز میں کرتے ہیں۔

> "میرے چہرے کی کھڈی پر حیرت کا لٹھا تن گیا۔ اس نے وضاحت کرنے کے بجائے میری کم علمی پر طنز کرتے ہوئے کہا:
> "حیرت ہے تم لکھنے والے ہواور نہیں جانتے کہ لکھنے والا لکھتے ہی مرمراجایا کرتاہے۔"(۷)

چہرے پر حیرت کے آثار کا نمودار ہونا ایک عام عمل ہے۔کسی بھی ایسی بات پہ انسان کا چہرہ متحیر ہوجاتاہے جو بات انسان کے لیے ناقابل فہم ہو، لیکن یہ ناقابل فہم ہونے کا عمل وقتی ہوتاہے۔جب انسان پر اس کے اسرار کا در وا ہوتاہے تو حیرت ، قبولیت اور اعتراف میں بدل جاتی ہے۔انسانی چہرے پر ہونے والی حیرت کی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 2, (March to April 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-II)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس کیفیت کو محمد حمید شاہد نے تجریدی انداز اختیار کرتے ہوئے اس طرح مجرد کرکے پیش کیا ہے کہ سارا منظر نامہ قاری کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتاہے۔اسے یوں محسوس ہوتاہے کہ اس کے سامنے کھڈی پہ لٹھا تنا ہوا ہے۔یہ اسلوب کی سطح پر محمدحمید شاہد کا ایک منفرد انداز ہے کہ وہ عام بیانیہ کے افسانوں میں بھی بعض احساسات اور جذبات کو تجریدی انداز میں یوں بیان کرتے چلے جاتے ہیں قاری ان کے اسلوب کے سحر میں کھو کر رہ جاتاہے۔اسی طرح ایک اور جگہ اسی اندازمیں انہوں نے حیرت کا اظہار یوں تجریدی انداز میں کیا ہے:

"میں نے اپنے بچوں کے چہرے کب غور سے دیکھے تھے۔جب میرے حیرت زدہ چہرے پر سوچ کی مکڑی نے جالابن دیا تو وہ کہنے لگی:
" تم کب فرصت ہے اس کی؟"(۸)

"آدمی" میں انہوں نے ایک افسانے کو تین حصوں میں بیان کیا ہے۔"بدن برزخ"کے عنوان کے تحت انہوں نے مزید تین ذیلی عنوانات باندھے ہیں جن کے تحت انہوں نے مختلف خیالات و افکار کو کہانی کے قالب میں ڈھالا ہے۔ان تینوں افسانوں میں تجریدی اندازمیں بہت سے امور کو بیان کیا ہے۔"تن کی لذت" اسی سلسلے کا ایک افسانہ ہے۔اس افسانے میں انہوں نے ایک عالم دین کو کہانی کا موضوع بنا کر کہانی کو چلایا ہے۔اس افسانے میں وہ کئی جگہ پر تجریدیت سے کام لیتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ایک جگہ لکھتے ہیں:

"ان کی زبانیں توان خاک کے پتلوں کو منھ کے بل گراکے پیوند خاک کر دیتی ہیں ....مگر یہ جو چپ ہے ،بولتے سناٹے میں لمبی چپ....اور یہ جو مراقبہ ہے کیف کی جھمر جھمر میں طویل مراقبہ، یہی توسارے میں تقدس کی زبان کارس گھولتا ہے۔ایسا رس جو قطرہ قطرہ دل کی ساعتوں پر ٹپکتاہے....ٹپکتاہے اور ٹپکے جاتاہے حتیٰ کہ سب مسحو رہو جاتاہے۔"(۹)

حمید شاہد نے انسانی کیفیات کو یوں مجرد کر دیا ہے کہ وہ کیفیات قاری کے سامنے ایک منظر تشکیل دیتی ہوئی کھڑی نظر آتی ہیں۔ان کے ہاں یہ انداز ایک ایسے منفرد اسلوب کو جنم دیتاہے جو عصر حاضر کے افسانہ نگاروں میں ان کو اپنا مقام ومرتبہ بنانے میں معاون کا کردار اداکرتاہے۔ان کے اسلوب میں کیفیات کو مجرد کرکے یوں پیش کرنا کہ قاری ان کیفیات کو اپنے دل ودماغ پر اثر انداز ہوتا محسوس کرے، ایک ایسا رجحان ہے جو ان کے اسلوب کی اپنی پہچان بن کر ابھرا ہے۔تجریدی انداز بیاں کی ایک اور مثال دیکھیے:

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 2, (March to April 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-II)urdu-1
ماخذ تحقیقی مجلہ

"جب مولانادوزخ کے طبقات ستہ کی طرف سمیائی بیان کا رخ موڑتے توجہنم، سعیر، حطمہ، سقر، جحیم اور ہادیہ کا ایندھن بننے والوں کی نشانیاں کھول کھول کر بتاتے۔پھر جب دوزخ کے لیے النار اور نرک جیسے مترادفات بدل بدل کر استعمال کرنے لگتے توزبان بھی شعلہ بارہوجاتی۔لگتا کہ وہی آگ ہے جو سینوں کی سمت اٹھتی ہے اور بدن کو یوں جلائے دیتی ہے کہ ہڈیوں کی چیخ تک سنائی دینے لگتی ہے۔خصوصاًجب وہ سورۃ الاعراف کی چالیسویں آیت تلاوت فرمارہے ہوتے اور ان لوگوں کی نشاندہی کرتے جن پر آسمان کے دروازے ہرگز ہرگز نہ کھولے جائیں گے تو یوں محسوس ہوتاجیسے مسجد کی چھت مقفل دروازوں والا آسمان بن کر سب کے سروں پر جھک آیاہے۔"(۱۰)

زبان سے ڈر اور خوف کے الفاظ کی ادائیگی کا بیان مختلف انداز میں ہوسکتاہے۔لیکن محمد حمید شاہد نے جو تجریدی انداز یہاں اختیار کیا ہے اس سے ایک ایسے منظر کی تشکیل ہوتی ہے ہے جس میں حشر کے برپا ہونے اور گناہ گاروں کے دھتکارے جانے کا عمل تصویر بن کر آنکھوں کے سامنے آکھڑاہوتاہے۔ قاری مولانا صاحب کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو تصویری پیکر میں ڈھلتا محسوس کرنے لگتاہے۔اور پھر آگے بڑھتے ہوئے وہ اس میں مزید اضافہ کرتے ہوئے جب آسمان کے دروازوں کے مقفل ہونے کا بیان کرتے ہیں تو گویاپورا منظر نامہ سامنے آجاتا ہے۔الفاظ کے ذریعے خیالات وجذبات اور کیفیات کو یوں مجرد کر کے تصویری انداز میں بیان کردینا محمد حمیدشاہد کا وہ وصف ہے جو ان کے اسلوب کو انفرادیت عطا کرتا ہے۔اسی افسانے کا آغازمیں وہ یوں تجریدیت سے کام لیتے ہیں:

" یہی وجہ رہی ہوگی کہ شروع شروع میں جب بھی جنت دوزخ کے سوال کی سرعت سے گھومتی پرکارسوئی ان کی چھاتی کو مرکز مان کرپوست ادھیڑتی ، ماس چیرتی عین من کے بیچ کھب جاتی تو دائرے کی صورت گھومتا، لکیریں ڈالتا مستہام سرا پرے سے ہی ٹھٹھک کرٹھہر جاتا۔"(۱۱)

اس افسانے میں انہوں نے تجریدی انداز میں انسان کی ان کیفیات کو بیان کیا ہے جو ایک طرف اسے دنیاوی امور اور دنیاوی زندگی کی لذتوں میں سرگرداں رکھتی ہیں تو دوسری طرف جب کبھی عاقبت کا بیان

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 2, (March to April 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-II)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہوتا ہے تو انسان کو سب کو رائیگاں جاتا محسوس ہونے لگتا ہے۔انسان کی دنیا اور عاقبت کے درمیان ایک ایسی کشمکش جو اسے ہر لحظہ بے چین رکھتی اس افسانے میں مختلف انداز بدل بدل کر سامنے آتی ہے۔انسان کے دل کی وہ کیفیات جو مندرجہ بالا پیراگراف میں بیان کی گئی ہیں وہ نہ صرف عاقبت کے منظر نامے کو مجرد کر کے پیش کر رہی ہیں بلکہ ان کے ذریعے افسانہ نگارنے ایک ایسا منظر نامہ تشکیل دیا ہے جو انسا ن کی دنیاوی زندگی کو نمایا ں کرتا چلا جارہا۔انسان کو اپنی ذات اور اپنے مفادات ہی سب سے عزیز ہو کر رہ گئے۔اس کی ہر کوشش اور ہر کام کا پہلا مقصد اپنی ذات کو فائدہ پہنچانا ہی بن گیا۔اس روش کے لیے انسان ایک ہی چکر میں گھومتا چلا جارہا ہے۔اس کے پرکار کی سوئی اس کی اپنی ذات کے مرکز پر ہی ٹھہری ہوئی ہے وہ اسی کے گرد چکر لگارہا ہے۔اسی چکر کے دوران میں جب اسے کہیں سے بھی کسی بھی ذریعے سے یہ احساس ہونا شروع ہوتا ہے کہ اس کی یہ ساری تگ ودو جو وہ اپنی ذات کے لیے کیے جارہا ہے ، دنیا کی آنکھ بند ہوتے ہی یہ سب کچھ اس کے ہاتھ سے نکلنے والا ہے تو ‘ دائرے کی صورت میں گھومتا، لکیریں ڈالتا مستہام سر پرے ہی ٹھٹھک کر رہ جاتا ہے’۔جس چکر میں وہ خود کو چلائے جارہا ہوتا ہے اس کی ساری کوشش اس کی آنکھوں کے سامنے ہی رائیگانی کا احساس لیے آکھڑی ہوتی ہے۔

ان کی کیفیات اور احساسات کو افسانہ تن کی لذت میں بڑے خوبصورت تجریدی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

تجریدیت صرف خیالات و احسات کو مصوری کی صورت میں پیش کرنے کا ہی نام نہیں ہے کہ بلکہ ایک تخلیق کا ر جب کسی خیال، احساس یا جذبے کو مجرد کرتا ہے تو اس کے لیے لازم ہوجاتا ہے کہ وہ اس خیال، احساس اور جذبے کی تہہ میں پوشیدہ ان اسرار کو بھی سامنے لائے جو پورا منظر نامہ تشکیل دینے کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔انسان کا ذہن ایک وقت میں مختلف خیالات اور احساسات کا مرکز بن رہا ہوتا ہے۔یہ کسی صورت ممکن نہیں ایک ہی خیال یا احساس یا کوئی جذبہ ذہن پر دامن گیر رہے۔جب صورت حال ایسی ہے تو اس صورت حال کو تجریدی انداز میں بیان کرتے وقت تخلیق کا ر کو ان سب چیزوں کو ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے۔اسے ایک مصور کی طرح کام کرتے ہوئے کینوس پر سارے رنگ اتارنے پڑتے ہیں جن میں سے بعض رنگ خوشی و مسرت کے شادمانے بجا رہے ہوتے ہیں تو ساتھ ہی بعض رنگ ان سب خوشیوں او رمسرتوں کو رات کے اندھیرے میں دھیرے دھیرے گم ہونے کی خبر دے رہے ہوتے ہیں۔محمد حمید شاہد کا اعجاز یہ ہے کہ وہ تجریدی انداز اختیا ر کرتے ہوئے ان تمام رنگوں کو لفظوں کے ذریعے کینوس پر اتارنے میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 2, (March to April 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-II)urdu-1
ماخذ تحقیقی مجلہ

ان کے افسانوں میں جہاں بھی تجریدی انداز بیان اختیار کیا گیا ہے وہاں انہوں نے انتہائی مہارت سے کسی ایک خیال یا جذبے کی بجائے مکمل منظر نامہ تشکیل دیا ہے۔

"گندی بوٹی کا شوربہ" ان کا ایک اور معروف افسانہ ہے اس افسانے میں بھی انہوں نے بعض جگہ پر تجریدی انداز اختیار کیا ہے۔ایک جگہ الفاظ کے ذریعے خیالات و افکار کو یوں مجرد کرکے مصوری کے سے انداز میں منظر نامہ قاری کی آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کرتے ہیں:

> "جب تم بول رہے ہوتے ہونا،تو الفاظ تمہارے ہونٹوں سے اچٹ اچٹ کر آتے ہیں، حلقوم کو خبر تک نہیں ہوتی اور باقی کاوجود بھی دم سادھے ایک طرف پڑا رہتاہے۔"
>
> سبز آنکھوں سے چھلکتی شرارت اب اس کے انگ انگ میں جھلک دینے لگی تھی۔"(۱۲)

یہاں قاری بڑے واضح انداز میں دیکھ سکتا ہے کہ لفظوں کاہونٹوں سے اچٹ اچٹ کر آنا اور وجود کا دم سادھے ایک طرف پڑے رہنا ایک ایسی فضا کی تشکیل کررہاہے جو الفاظ کے ذریعے کینوس پر رنگ بکھرتے دیکھی جاسکتی ہے۔اس فضا میں انہوں نے جذبات کو آنکھوں سے چھلکتی شرارت کی صورت میں یوں مجرد کرکے پیش کردیاہے کہ پڑھنے والے کے سامنے وہ جذبہ اپنے تمام کمالات کے ساتھ آکھڑا ہوتاہے۔یہی محمد حمید شاہد کا منفرد انداز ہے کہ وہ جذبات کو تجریدیت کے سانچے میں ڈھالتے ہوئے ان کو تکمیلیت کی طرف لے جانے پر خاص قدرت رکھتے ہیں۔یوں ان کے افسانوی مجموعے " آدمی " میں اختیار کیے جانے والے تجریدی انداز بیان ان کے پہلے مجموعوں کی نسبت اپنی ایک خاص انفرادیت لیے ہوئے ہے۔انہوں نے اس مجموعے میں تجریدیت سے پہلے کی نسبت کم کام لیا ہے۔لیکن جہاں کی ایسا انداز اختیار کیا ہے اسے تجریدیت کے رسمی سانچوں میں ڈھالنے کی بجائے خاص مہارت سے یوں استعمال کیا ہے کہ قاری ان کے خیالات و جذبات کی ترسیل میں کوئی رکاوٹ محسوس نہیں کرتا، وہ کسی ایک مرکزی خیال کی بجائے پورے منظر نامے کو الفاظ کے رنگوں سے کینوس پر پھیلاتے نظر آتے ہیں۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 2, (March to April 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-II)urdu-1

حوالہ جات

۱۔ عتیق اللہ، اردو افسانے میں تجریدیت، اردو مجلس دہلی، اشاعت اول، ۱۹۹۵ء، ص ۲۸

۲. " A summary of any piece of written work,especially a long poem, prose narrative,proposal, conference proceeding, article or dissertaion; not concrete but rather dealing with the concptual or general.". J.A.Cuddon, A Dictionary of Literary Terms and Literary Theory, Fifth Edition, Wiley-Blackwell, p. 4

۳۔ شہزاد منظر، جدید اردو افسانہ، منظر پبلی کیشنز، کراچی، ۱۹۸۲ء، ص ۲۷-۳۰

۴۔ غلام الثقلین نقوی، تجریدی افسانہ، مشمولہ اوراق افسانہ و انشاءیہ نمبر، اردو بازار لاہور، مارچ۔ اپریل ۱۹۷۲ء، ص ۲۶

۵۔ مرزا حامد بیگ، پس منظر۔ رواں پس منظر اور پیش منظر، مشمولہ اوراق، افسانہ نمبر، لاہور، جنوری۔ فروری ۱۹۷۷ء، ص ۵۸

۶۔ محمد حمید شاہد، آدمی، فیصل آباد، مثال پبلشرز، ۲۰۱۳ء، ص ۶۶

۷۔ ایضاً، ص ۶۶

۸۔ ایضاً، ص ۸۶

۹۔ ایضاً، ص ۱۵۶

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۵۸

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۵۷

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۵۰